مسلک اہلحدیث کا داعی اور ترجمان

ہفت روزہ

الاعتصام

لاہور
پاکستان

جلد ۳۵ — ۱۷ رجب ۱۴۰۴ھ — جمعۃ المبارک — ۲۰ اپریل ۱۹۸۴ء — شمارہ ۳۸

مندرجات

حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے

محمد سلیمان انصاری

سالانہ —— ۵۰ روپے
فی پرچہ —— ۵۰/۱ روپیہ
ممالک غیر سے : ۲۰ پونڈ

درسِ حدیث

(۶ آخری)

ملک عبدالرشید عراقی (سوہدرہ)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خطبۂ تبوک

(۴۲) وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ

"اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے برابر ہے"

(یعنی ناحق قتل کرنا جائز نہیں۔ اس کا مال لینا بھی جائز نہیں)

ناجائز طور پر کسی کے مال پر قبضہ کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ یعنی جس طرح کسی مومن کا قتل جائز نہیں۔ اسی طرح کسی مومن کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا بھی جائز نہیں۔ اور کافر کے مال پر بھی ناجائز قبضہ کسی صورت میں جائز نہیں۔

آج کل کے مسلمان ان ارشاداتِ نبوی (۳۹ تا ۴۲) کی صریحاً خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اور ان چاروں برائیوں میں مبتلا ہیں۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان تمام برائیوں سے پرہیز کیا جائے۔

(۴۳) وَمَنْ يَتَأَلَّ عَلَى اللهِ يُكَذِّبْهُ

"اور جو اللہ کی قسم کھاتا ہے اللہ اس کو جھٹلا دیتا ہے"

قسم کھانے والا اپنے قول کی صداقت کے لئے قسم کھاتا ہے۔ ایسے موقع پر قسم کھانا جائز ہے۔ اور جو لوگ جھوٹی قسم کھاتے ہیں اور جن کی عادت ہی ایسی ہے کہ ہر بات پر قسم کھاتے ہیں اور زیادہ قسم کھانے والے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے قسم کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۴۴) وَمَنْ يَغْفِرْ يَغْفِرِ اللهُ

"جو لوگوں کو معاف کرتا ہے، اللہ تعالےٰ اسے معاف فرما دے گا"

جو شخص دوسروں کے قصور اور غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اس کے گناہ معاف کرے گا اور اس کے ساتھ رحمت کا معاملہ کرے گا۔

(۴۵) وَمَنْ يَعْفُ يَعْفُ اللهُ عَنْهُ

"اور جو معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے معاف کر دے گا"

جو شخص کسی کی غلطی اور قصور معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو قیامت کے روز معاف کرے گا۔ اور اس کے گناہوں اور خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔

(۴۶) وَمَنْ يَكْظِمِ الْغَيْظَ يَأْجُرْهُ اللهُ

"اور جو غصہ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر دے گا"

جو شخص اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاتا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو تو اللہ تعالےٰ ایسے آدمی کو اس کا اجر عطا فرمائے گا اور اللہ کے نزدیک اس کی یہ عبادت تصور ہوگی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

"ایسے لوگ جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے، اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (آل عمران - ۱۳۴)

(۴۷) وَمَنْ يَصْبِرْ عَلَى الرَّزِيَّةِ يُعَوِّضْهُ اللهُ

"اور جو کوئی مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالےٰ اُسے معاوضہ دے گا"

کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی حق تلفی کرتا ہے اور وہ شخص اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو اپنی طرف سے معاوضہ دے گا اور اللہ تعالےٰ بہت زیادہ معاوضہ دے گا۔

(۴۸) وَمَنْ يَتَّبِعِ السُّمْعَةَ يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ

"اور جو شہرت کے پیچھے پڑ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس

(باقی صـ۱۳ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیویژن کا قبلہ کدھر ہے؟

ٹیلی ویژن ایوارڈ کے سلسلے میں اخبارات میں چھپنے والی رپورٹوں، تصویروں اور بعض ناظرین کی اطلاعات سے پتہ چلا ہے کہ امسال بھی ٹی وی ایوارڈوں کی تقسیم کے جشن میں حسب سابق اس طائفے کے شعبہ ہائے کارکردگی میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں اور والیوں کو گراں قدر انعامات دیئے گئے اور یہ پوری کارروائی ٹی وی پر دکھائی گئی۔ ٹیلی ویژن جس کے لئے صدر مملکت نے فرمایا تھا کہ اس کا قبلہ درست کر دیا گیا ہے، خود ایک "قبلہ" بنا ہوا ہے۔ اور اس کی طرف سجدہ ریز ہونے والے بھانڈ، نقال، طبلہ اور سارنگی نواز، ڈرامہ ساز اور ڈرامہ باز اور اسی قبیل کے دوسرے گم کردہ راہ لوگ تو تھے ہی نگران کے ہمدوش و ہمقدم ثقہ قسم کے قاری اور نعت خواں بھی تھے جو انعام حاصل کرنے کی اُمید میں پورے پروگرام میں شامل رہے اور ہر قسم کے فلمی گانوں، لچر قسم کے ڈرامائی مناظر اور حیا سوز گانوں کی سماعت میں مستغرق رہے۔

ٹیلی ویژن کو بظاہر تعلیم و تربیت اور علم و خبر کا آلہ کہا جاتا ہے مگر معدودے چند پروگرام جن میں درس قرآن، تلاوت، نعت خوانی اور کچھ حکومت کی حسن کارکردگی کی تشہیر شامل ہے، بے ضرر پروگرام ہیں۔ ان کے علاوہ تمام تر بدآموزی اور بدنمائی ہے۔

اس کے لچر پروگراموں میں نمایاں اور کثیر حصہ موسیقی کا ہے۔ موسیقی بچوں کے پروگراموں میں بھی بنیادی حیثیت رکھتی ہے، جس سے ننھے منے ذہنوں کو محض گانے بجانے کا درس دیا جاتا ہے۔ اچھا گانے والے لڑکوں اور لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات دیئے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں ہر لڑکا مہدی حسن اور ہر لڑکی نورجہاں بننے کے خواب دیکھتی ہے۔ طلبا کے امتحانوں کے نتائج جو اخبارات کے ذریعے سامنے آتے ہیں ان میں پاس ہونے والوں کی شرح پندرہ بیس فی صد سے آگے نہیں بڑھتی۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس ذہنی پستی کا باعث یہ آپ کا ٹی وی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ "ٹی۔ وی" ایک "تماشائے واہیات" ہے جو نسل نو کو ایمان سے گمراہ تو کرتا ہی ہے اس کو اخلاقی پستی اور علمی زوال کی طرف بھی گھسیٹے لئے جاتا ہے۔ بچوں اور نوجوانوں کی ٹی وی دوستی کا یہ عالم ہے کہ ؎

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

موسیقی کے متعلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے کہ میں اس کے آلات کو توڑنے کے لئے آیا ہوں ——— (بُعِثْتُ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيْرِ)

طابع • چوہدری عبدالباقی نسیم • مطبع • ادمنی پرنٹرز لاہور • ناشر • محمد عطاء اللہ حنیف • مقام اشاعت • شیش محل روڈ - لاہور ۲

مگر حیرت ہے کہ اس ملک میں اسی رسولِ خاتم کے امتی جو خیر سے اہلِ سنت ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔ نہ صرف یہ کہ موسیقی کے جدید سے جدید تر آلات بناتے اور بجاتے ہیں بلکہ اسی ہادیٔ مکرمؐ کی نعتیں اور قوالیاں ان سازوں پر گاتے اور روزی کماتے ہیں۔

ہم اپنی اسلام کی دعویدار حکومت اور اس کے کارپردازوں سے یہ سوال کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ جب ایک طرف اسلام کا ڈھول پیٹا جا رہا ہے۔ اور آئینِ اسلام کے دعوے نہایت تحدی سے کئے جاتے ہیں تو دوسری طرف صریحاً اسلام کی خلاف ورزی ہی نہیں سراسر توہین کی جا رہی ہے اور اس کی سرپرستی سرکارِ نامدار کی طرف سے ہو رہی ہے۔ غیر ممالک سے ناچنے گانے والے طائفے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہمارے بڑے بڑے شہروں میں اپنے ملک کے نامور گانے والے اور گانے والیاں باقاعدہ پروگرام کرتی ہیں اور لاکھوں روپیہ کماتی ہیں۔ کبھی بخمن سسٹرز او باشوں کی تفریح کا سامان بہم پہنچاتی ہیں اور کبھی ٹرپل سسٹرز کی لچریات پر داد کے ڈونگرے برسائے جاتے ہیں۔ آج کل ملکۂ ترنم اپنی عمر رفتہ کو آواز دینے نکلی ہوئی ہے۔ انہی دنوں جاپان سے آیا ہوا کنچنیوں کا ایک طائفہ صدرِ مملکت کی بیگم صاحبہ کی چشمِ تلطف سے محظوظ ہو رہا ہے۔

...... آخر یہ سب کیا ہے؟ یہ رقص و سرود، یہ لچر اور فحش موسیقی اور یہ کھیل تماشے کونسے اسلام کی ترجمانی کرتے ہیں؟ اور کس اسلامی معاشرے کے عکاس ہیں؟ اور ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی اسلام کی کونسی خدمت ہے؟ جس میں یہ حکومت بھی سابقہ حکومتوں کی طرح پیش پیش ہے۔

ہمیں نواب پور (ملتان) کے اوباش اور سفاک گروہ کی درندگی نے جتنا رنجیدہ کیا تھا ان کی فوری گرفتاری اور سزایابی پر اتنی ہی مسرت ہوئی۔ ہم اس سلسلے میں حکومت کے حسنِ کارکردگی پر جتنی بھی داد دیں کم ہے مگر ہم حیران ہیں کہ جس حکومت کے وسائل اتنے کارگر ہیں وہ پوری نسل کو گمراہی اور فحاشی کی طرف مائل کرنے والوں کو کیوں نہ صرف کھلی چھٹی دیئے ہوئے ہے بلکہ ان کو انعامات سے بھی نوازتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اکبر الٰہ آبادی اگر آج زندہ ہوتے تو وہ اپنے اس کالج والے مشہور شعر کو اس طرح لکھتے۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو "ٹی وی" کی نہ سوجھی

یہ کم نہاد موسیقار نوجوان نسل کو گمراہی کے گہرے غار میں دھکیل رہے ہیں اور ان کی "کردار کشی" اور ذہن شوئی (BRAIN WASHING) میں رات دن مصروف ہیں۔ اور یہ کام اتنی ہنرمندی سے ہو رہا ہے کہ حکومت تو کجا ہمارے دانشور تک اس سیلِ تند رَو میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ مگر کسی کو یہ خبر تک نہیں ہوتی کہ ہم کس عظیم دولت سے محروم ہوئے جاتے ہیں۔

کیا یہ دن دہاڑے ڈاکہ زنی نہیں ہے؟ کیا یہ سربازار غارت گری اور قتلِ عام نہیں ہے؟ ...... اے اصحابِ اقتدار ...... اے اربابِ بست و کشاد ...... اے خداوندانِ مکتب ...... خدارا اپنے گریبانوں میں جھانکئے ...... اس آرٹ اور ثقافت کے طوفان کے آگے بند باندھنے کی سعی فرمایئے ...... جس نظریے کے تحت یہ ملک قائم کیا گیا تھا اس کی حفاظت کا اہتمام کیجئے اور آنے والے معاشرے کو آوارگی اور گم کردہ راہی سے بچانے کا چارہ فرمایئے۔

یاد رکھئے إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (الرعد - ۱۱)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اور جب قومیں اللہ تعالیٰ کے احکام سے آنکھیں بند کر لیتی ہیں تو اس کے غضب کا کوڑا ضرور حرکت میں آتا

(باقی ص ۱۵ پر)

احکام و مسائل
(۲ آخری)

مولانا محمد عبید اللہ صاحب عفیف
صدر مدرس دار الحدیث چینیانوالی۔ لاہور

جانور کے ساتھ بدفعلی کی سزا

مذکورہ بحث سے واضح ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ بعض صحابہ کرام اور علمائے سلف ایسے شخص کو قتل کر دینے کے قائل ہیں۔ اور وہ عمرو بن ابی عمرو کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ تاہم دوسرے علماء، ائمہ اربعہ راجح قول کے مطابق اور اکثر علماء سخت تعزیر کے قائل ہیں اور عمرو بن ابی عمرو کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر تفصیلاً گزر چکا ہے۔

راقم الحروف کی ناقص رائے بھی یہی ہے کہ مویشی کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کے ساتھ قتل یا زنا کی حد واجب نہیں۔ کیونکہ دوسری صحیح احادیث کے مطابق جن تین جرائم کی وجہ سے کسی کلمہ پڑھنے والے کو قصاصاً یا حداً قتل کیا جاتا ہے ان میں یہ جرم شامل نہیں۔ اور وہ یہ ہیں (۱) شادی شدہ ہوتے ہوئے زنا کا ارتکاب (۲) قتل ناحق اور (۳) ارتداد اور مسلمانوں کی جماعت سے خروج۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے۔ قال رسول اللہ لا یحل دم امرئ مسلم یشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلاث النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق لدینہ التارک للجماعۃ۔ متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۹۹۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون ان تین جرائم میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر مباح ہوتا ہے۔ اول یہ کہ کسی جان کو ناحق قتل کر دے۔ ثانی یہ کہ شادی شدہ ہوتے ہوئے زنا کرے۔ ثالث یہ کہ دین اسلام کو چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لے۔" یہی روایت حضرت ابوامامہ نے حضرت عثمانؓ کے واسطے سے بھی نقل کی ہے (مشکوٰۃ ص ۳۰۱)

ان دونوں صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین قسم کے مجرموں کے سوا کسی اور مجرم کو قتل کرنا جائز نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مویشیوں کے ساتھ جنسی کرنا ان میں شامل نہیں۔ بلاشبہ مویشی کے ساتھ بدفعلی کرنا ایک طرح کا سنگین گناہ ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی سزا قتل نہیں۔ لہٰذا ان دونوں احادیث صحیحہ کے پیش نظر حدیث عمرو بن ابی عمرو کو تغلیظ پر محمول کرنا چاہیئے کہ اس طرح ان احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایسے آدمی پر صرف تعزیر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے فتویٰ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ لہٰذا حیوان کے ساتھ بدفعلی کو زنا کا حکم دیکر اس آدمی پر زنا کی حد لاگو کرنا یا اس کو قتل کرنے کا حکم دینا میرے ناقص علم و فہم کے مطابق صحیح نہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ اس بھینس کا کیا حکم ہے تو واضح رہے کہ امام ابن حزم نے لکھا ہے۔ وقالت طائفۃ یعزر ان کانت بہیمۃ لہ ذبحت ولم توکل وان کانت لغیرہ لم تذبح وہو قول ابن عباس وعن الشعبی مثلہ (محلی ابن حزم ج ۱۱ ص ۳۸۶) کہ حضرت ابن عباسؓ اور امام شعبیؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر وہ جانور اس کا اپنا ہے تو ذبح کر دیا جائے اور اس کا گوشت نہ کھایا جائے اور اگر وہ جانور کسی اور کا ہے تو اسے ذبح نہیں کیا جائے گا۔ خود امام ابن حزمؒ کا اپنا فتویٰ بھی یہی ہے۔ جیسا کہ عبدالقادر عودہ شہید نے التشریع الجنائی میں لکھا ہے ولیس فی فعلہ ما یبیح قتل البہیمۃ و ذبحہا (التشریع الاسلامی الجنائی ج ۲ ص ۳۵۶) کہ اس کا یہ فعل ایسا نہیں ہے کہ جو اس جانور کے قتل کو مباح قرار دے اور فقیہ ابوبکر حنبلیؒ کہتے ہیں کہ بہتر تو یہ ہے کہ اس جانور کو ذبح کر دیا جائے۔ تاہم اس کو ذبح کرنا ضروری نہیں۔ امام طحاوی حنفی اور ایک دوسرے قول کے مطابق امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ جانور حلال ہو تو اس کو ذبح کر دیا جائے۔ اگر حلال نہ ہو تو پھر اس کو ذبح نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن ارجح اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس جانور کو ذبح کر دینا چاہیئے۔ تاہم اگر وہ جانور

کسی اور کا ہو تو پھر ذبح کرنے یا قتل کرنے سے پہلے کسی غیر جانبدار منصف سے اس کی قیمت لگوا کر اس جانور کے مالک کو دلائی جائے۔ اور پھر اس جانور کو قتل یا ذبح کر کے دفن کر دیا جائے۔ تاکہ یہ واقعہ لوگوں کو بھول جائے۔ چنانچہ مغنی ابن قدامہ میں لکھا ہے۔ ویجب قتل البهيمة وهذا قول ابی سلمة بن عبد الرحمن واحد قولي الشافعي وسواء كانت مملوكة له او لغيره ماكولة او غير ماكولة ..... فان الحيوان ان كان للفاعل ذهب هدراً وان كان لغيره فعلى الفاعل غرامته لانه سبب اتلافه فيضمنه كما لو نصب له شبكة فتلف بها (مغنی لابن قدامة الحنبلی ج ۱۰ ص ۱۶۴) کہ اس مفعول جانور کو قتل کرنا واجب ہے۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمن کا یہی قول ہے۔ اور ایک قول امام شافعیؒ کا بھی یہی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ جانور فاعل کا اپنا ہو یا بیگانہ، خواہ حلال ہو کہ نہ حلال ہو۔ اگر وہ اس کا اپنا ہے تو ضائع ہو گیا۔ اور اگر وہ کسی اور کا ہے تو فاعل (جانی) پر اس کی قیمت ادا کرنا ضروری ہے کہ وہ اس کے اتلاف کا باعث بنا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے وہ اگر اس جانور کو شکار کرنے کے لئے جال لگا دے اور جانور اس جال میں پھنس کر تلف ہو جائے تو جس طرح اس صورت میں اس پر اس جانور کی قیمت پڑے گی۔ اسی طرح یہ صورت تصور کر لی جائے۔"

الشیخ محمد الخطیب الشربینی الشافعی لکھتے ہیں۔ و اما البهيمة المفعول بها ففيها اوجه اصحها لا تذبح وقيل تذبح ان كانت ماكولة وقيل تذبح مطلقا لظاهر حديث عمرو بن ابی عمرو ..... وحيث وجب الذبح والبهيمة لغير الفاعل لزمه لمالكها ان كانت ماكولة ما بين قيمتها حية ومذبوحة والا لزمه جميع القيمة (مغنی المحتاج شرح منهاج الطالبين للنووی ج ۴ ص ۱۴۵، ۱۴۶) کہ "زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس جانور کو ذبح نہ کیا جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ حدیث عمرو کے مطابق اس کو ذبح کیا جائے گا خواہ وہ ماکول اللحم ہو کہ نہ ہو۔ تاہم اگر وہ جانور کسی اور کا ہے تو اس کے مالک کو اس غیر فطری فعل کے مرتکب کو اس جانور کی پوری قیمت دینا ہو گی۔"

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں۔ وتذبح وتحرق ويكره الانتفاع بها حية وميتة وفي النهر الظاهر انه يطالب ندبا لقولهم تضمن بالقيمة .... وليس بواجب كما في الهداية وغيرها وهذا اذا كانت مما لا يؤكل فان كانت تؤكل جاز اكلها عنده وقالا تحرق ايضا فان كانت دابة لغير الواطئ يطالب صاحبها ان يدفعها بالقيمة ثم تذبح هكذا قالوا۔ (رد المحتار ج ۴ ص ۲۶) کہ "اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے۔ اس جانور سے فائدہ اٹھانا مکروہ ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔ ہدایہ میں ہے کہ اس کو ذبح کر دینا واجب نہیں۔ تاہم یہ اس صورت میں ہے جب وہ جانور ماکول اللحم نہ ہو۔ اگر ماکول اللحم ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد سرے سے اس جانور سے انتفاع کے قائل نہیں۔ ہاں اگر وہ جانور خود جانی (مجرم) کا نہ ہو بلکہ کسی اور کا ہو تو جانی (فاعل) سے اس کی قیمت دلائی جائے گی"۔ ——— ہمارے نزدیک بھی صحیح یہ ہے کہ اس جانور کو بہر حال ذبح یا قتل کر کے دفن کر دیا جائے۔ اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی اور کا ہے تو پھر جانی سے اس کی صحیح قیمت دلائی جائے گی۔ اور قیمت کا تعین غیر جانب دار، عادل اور تجربہ کار بیوپاری سے کرایا جانا چاہیے۔ تاکہ جس کا جانور ہے اس کے

جذبات کی اندمالی ہوسکے۔ اور نقصان سے بچایا جاسکے۔

اب آخری تنقیح طلب بات یہ باقی رہ جاتی ہے کہ جانی پر تعزیر اور جانور کی قیمت کب ڈالی جائے گی یعنی اس جرم کا ثبوت کس طرح پر ہے۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ جانی خود اپنی اس خباثت اور فعل کا اقرار کرے اور اس کے ہوش وحواس قائم ہوں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے خلاف چشم دید شہادت موجود ہو اور بحصر شہادت کے نصاب میں اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعیؒ اور بعض ظاہری محدثین کے نزدیک حیوان کے ساتھ بدفعلی کا جرم ثابت کرنے کے لئے کم از کم چار عادل مردوں کی عینی شہادت ناگزیر ہے۔ چنانچہ محلی ابن حزم میں ہے۔ قال ابو محمد رحمہ اللہ اختلف الناس قال قوم منہم الشافعی وقوم من اصحابنا انہ لا یقبل فی فعل قوم لوط واتیان البہیمۃ اقل من اربعۃ شہود وقال ابوحنیفۃ واصحابہ یقبل فی ذلک اثنان (محلی ابن حزم ج ۱۱ ص ۳۸۹)

علامہ محمد خطیب شربینی الشافعی رقمطراز ہیں۔

اللواط فی ذالک کالزنا وکذا اتیان البہیمۃ علی مذہب المنصوص فی الام۔ قال فی زیادۃ الروضۃ لانہ کالجماع ونقصان العقوبۃ لا یمنع من العدد کما فی زنا الامۃ (مغنی المحتاج۔ ج ۴ ص ۱۴۴) "نصاب شہادت کے لحاظ سے لواطت اور چارپائے سے بدفعلی کے ثبوت میں امام شافعیؒ کے نزدیک زنا کی طرح چار عینی عادل مردوں کی گواہی ضروری ہے۔ سزا میں کمی کی وجہ سے نصاب شہادت میں تخفیف نہیں ہوتی۔"

حنابلہ کا مذہب۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ بعض حنابلہ حیوان سے بدفعلی کو زنا کہتے ہیں اور بعض زنا نہیں کہتے۔ سو جن کے نزدیک یہ زنا ہے ان کے نزدیک اس کے ثبوت کے لئے چار عادل مردوں کی شہادت ضروری ہے۔ اور جن کے نزدیک یہ زنا نہیں ان کے نزدیک اس کے ثبوت میں دو عادل مردوں کی شہادت کافی ہے۔ چنانچہ مغنی ابن قدامہ میں ہے۔ ان قلنا بوجوب الحد بہ لم یثبت الا باربعۃ وان قلنا لا یوجب الا التعزیر ففیہ وجہان احدہما یثبت بشاہدین لانہ لا یوجب الحد فیثبت بشاہدین کسائر الحقوق والثانی لا یثبت الا باربعۃ وھو القول القاضی (ص ۱۹۰-۱۹۱- ج ۱۰)

احناف کا مذہب احناف کے نزدیک اس جرم کے ثبوت کے لئے دو عادل مردوں کی گواہی کافی ہے چنانچہ علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں۔ واما اتیان البہیمۃ فالاصح انہ یقبل فیہ شاہدان عدلان ولا یقبل فیہ شہادۃ النساء (رد المحتار ج ۷، ص ۲۷) کہ حیوان کے ساتھ بدفعلی کے اثبات میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ بس دو عادل گواہوں کی شہادت کافی ہے تاہم عورتوں کی شہادت کافی نہیں ہوگی۔ راقم الحروف کے نزدیک امام ابن حزم، حنابلہ کا دوسرا قول اور احناف کا قول ہی زیادہ صحیح ہے۔

خلاصہ اور فیصلہ یہ کہ مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق حیوان سے بدفعلی کرنا زنا نہیں بلکہ یہ غیر فطری فعل اور حرکت شنیعہ ہے۔ لہٰذا اس میں تعزیر ہے یعنی اس کو اتنی جوتیاں ماری جائیں جس سے دوسروں کو عبرت ہو۔ یا اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا بٹھا کر چوک میں کھڑا کر دیا جائے اور بھینس کی قیمت وصول کر کے بھینس کے مالک کو دیکر اس بھینس کو ذبح کر کے دفن کر دیا جائے مگر اجرو تعزیر کے لئے اور بھینس کی قیمت کے تعین کے لئے کسی غیر جانب دار اور مویشیوں کے پختہ کار بیوپاری کے تجربہ سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قرآنیات (۲)

حافظ عبدالاعلیٰ رحمانی ۔ مدینہ منورہ

رسم وضبطِ قرآن

رسم وضبط

اب رسم وضبط پر مختصر سی گفتگو ہوگی۔ تدوینِ قرآن جیسا کہ ابھی کہا گیا۔ تین ادوار پر مشتمل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ زمانہ نبوی ﷺ میں متفرق اشیاء پر لکھا گیا۔ دوسری مرتبہ ایک جلد میں جمع کیا گیا۔ لیکن تلاوت کے موافق مرتب نہ تھا۔ مگر تیسری مرتبہ تلاوت کے مطابق ترتیب سے لکھا گیا۔ اور اتنی بات سب میں مشترک تھی کہ ان سب میں حرکات اور نقطے نہ تھے۔ تاکہ تمام قراءات کے نکل آنے کی گنجائش رہے [1] نیز رسم الخط بھی وہی رہا جس کے مطابق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگرانی میں صحابہ سے قرآن مجید لکھوایا تھا۔ اسی لئے علماء کا کہنا ہے کہ اس رسم کی مخالفت ناجائز ہے۔ اس کے خواص وفوائد وحِکَم ذکر کرنے سے قبل رسم اور ضبط کا تعارف حاصل کرنا ضروری ہے۔

رسم کی تعریف

لغتِ عرب میں رسم چند معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ لغوی معنیٰ ہے۔ علامت یا النقش۔ اور کاتبین کی اصطلاح میں کلمہ کو اس کے ان حروفِ ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف کرنے اور اس سے ابتدا کرنے کے وقت پائے جاتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں رسم ان حرفی شکلوں اور نشانوں کا نام ہے جو سننے جانے والے کلمات کو ظاہر کریں اور دلی ارادوں کی ترجمانی کریں۔

ضبط کی تعریف

حروف کی شکلوں کو ان کی حرکات کے مطابق لکھنا ضبط کہلاتا ہے۔

بایّید کا رسم بایید ہے اور ضبط بایّید ہے۔ مزید تفصیل انشاء اللہ ذیل میں آئے گی۔

عثمانی رسم الخط

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ہی میں مکمل قرآن مجید لکھوایا تھا۔ یہ بھی گذر چکا کہ دورِ صدیقی اور دورِ عثمانی میں رسم بلا اختلاف ایک ہی رہا۔ چونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف و متعدد نسخے مرتب کرائے تھے۔ ایک نسخہ اپنی تلاوت کے لئے مخصوص رکھا تھا۔ جو مُصحفِ امام کے نام سے معروف ہوا۔ اسی پر آپ تلاوت فرما رہے تھے کہ شہادت نصیب ہوئی۔ بقول بعضے اب تک یہ مُصحف قسطنطنیہ (ترکی) میں موجود ہے۔ یہ مصحفِ امام اور دیگر مصاحف جس رسم میں لکھے گئے اس پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔ پورے قرآن کے رسم میں صرف لفظ "تابوت" پر صحابہ میں اختلاف ہوا تھا کہ اسے طاغوت کی تا کی طرح دراز لکھا جائے یا توراۃ کی تا کی طرح گول لکھا جائے [2] اس اختلاف کی وجہ یہ ہوئی کہ صدیقی دور کے صحیفوں میں اس کی تا واضح نہ تھی۔ بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمان سے لغتِ قریش کے مطابق لمبی تا سے لکھا گیا۔

ضبط الالفاظ

عرب وعجم کے اختلاط کے باعث دونوں کی تلاوت میں غلطی واقع ہونے لگی۔ تو علماء نے قرآن کے اعراب یعنی حرکتوں اور نکتوں کی علامات مقرر کر دیں تاکہ غلطی سے بچاؤ ہو جائے۔ چنانچہ

---

[1] یکذبون۔ یدعون۔ قل۔ فتبینوا وغیرہ میں یکذبون بالتشدید و بالتخفیف۔ یدعون میں خطاب و بیان الغیب۔ قل میں امر و قال ماضی۔ فتبینوا میں فتثبتوا دونوں طرح رسم کے مطابق پڑھا جا سکتا ہے۔

[1] تاریخ المصاحف لابی بکر شلبی ص ۱۵

[2] دیکھئے علوم القرآن للذہبی والزرکشی وغیرہ۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوالاسود جو حضرت علیؓ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے زیاد بن سمیہ کے مطالبہ پر چند ابتدائی علامات مقرر کیں[1] مثلاً کاتب سے کہا کہ مصحف اور سیاہ روشنائی کے ساتھ کوئی اور رنگ بھی رکھ لو۔ جہاں میں منہ کھولوں یعنی زبر پڑھوں وہاں دوسرے رنگ سے ایک نکتہ حرف کے اُوپر اور جہاں زیر پڑھوں وہاں حرف کے نیچے لگا دینا۔ جہاں پیش پڑھوں وہاں ایک نقطہ حرف کی اگلی جانب یا اس کے درمیان میں لگا دینا۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور غنہ (تنوین) کی جگہ دو دو نقطے لگا دینا (جن میں سے ایک حرکت کا ہوگا اور دوسرا تنوین کا) مثلاً هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ اور حروف حلقی سے پہلے غنہ یا تنوین آئے تو دونوں نقطوں کو ملا دینا (کیونکہ حروف حلقی سے قبل غنہ ممنوع ہے) مثلاً عذاب: الیم.. ولکل۔ قوم: ھاد: سمیع: علیم۔ لعفو: غفور۔ اس طرح آپ پڑھتے گئے اور کاتب اسی ہدایت کے مطابق لکھتا گیا۔ اس طرح ابوالاسود کی نگرانی میں پورے قرآن کے اعراب لگا دیئے گئے۔ لوگوں نے اس طریقۂ اعراب کو اخذ کیا۔ بعد میں بہت سی ارتقائی صورتیں پیدا ہوتی رہیں۔ موجودہ طریقہ ضبط الالفاظ خلیل بن احمد فراہدی مشہور نحوی امام ۱۷۰ھ کا ہے۔ یعنی زبر زیر لمبی سی لائن۔ پیش کے لئے واؤ کی طرح۔ تنوین ۔ٌ ۔ً ۔ٍ اور جزم م جیم کے سرے کی طرح ہے ۔ْ اسی طرح ہمزہ کے لئے ء عین تبری کا سرا۔ حرف اقلاب کے لئے با سے پہلے نون ساکن اور تنوین پر چھوٹے سے میم کی علامت مۭ بعد تشدید کے لئے شد کے تین دندانے ۔ّ تسہیل، روم و اشمام کے لئے بھی علامات[2] مقرر کیں۔

ان حرکات میں کافی تبدیلیاں ہوتی رہیں لیکن یہ علامات زیادہ تر ایران و ترکستان میں شائع ہوئیں۔ اسی طریقہ سے یہ ہند میں پہنچیں۔ البتہ اہل عرب جن میں مصر، عراق، شام وغیرہ ہیں۔ ان کے یہاں تھوڑی سی تبدیلی ہے۔

مگر مغرب، تیونس، الجزائر اور موریتانیہ وغیرہ میں یہ شکلیں نہیں ہیں۔ ایک دو مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ ق کے لئے اہل مغرب حرف ایک نقطہ اوپر لگاتے ہیں۔ مثلاً فلب (قلب) اور ف کے لئے نکتہ نیچے حباى (فباى) پیش کے لئے حرف کے درمیان لائن کھینچ دیتے ہیں مثلاً فالو (قالوا) وغیرہ (مغرب سے آنے والے حجاج حرمین میں رکھنے کے لئے وہاں کے مطبوعہ قرآن لاتے ہیں جنہیں محافظین فوراً اٹھا لیتے ہیں۔ بعد میں حکومت ایسے ہی ممالک میں بطور تعاون بھیج دیتی ہے) اسی طرح نقطے ایجاد ہوئے۔ تخمیس و تعشیر (یعنی آیتوں کے پانچ پانچ اور دس دس ہونے کی نشانی) اجزا و احزاب منازل سبعہ، منازل احزاب، علاماتِ رکوع وغیرہ (ہمارے ہاں رکوع ہیں جبکہ مصر و مغرب میں احزاب ہیں۔ ہر حزب تقریباً دو رکوع کی مقدار کا ہوتا ہے)

اس ساری تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ ہم قرآنی رسم و ضبط کے بارے میں جن تسامحات کا شکار ہیں۔ ان کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔ اور ہر عملی کوششوں کا کھلے دل سے استقبال کرنا سیکھیں۔ اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی روشنی میں ہم قرآنی رسم و ضبط کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک جس سے عدول جائز نہیں اور وہ ہے رسم عثمانی۔ اور دوسرا حصہ ان ارتقائی کوششوں کا ہے جن سے قرآن مجید کی تلاوت میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ ہر ملک کے عوام مختار ہیں کہ جس طرح چاہیں زبر، زیر، تنوین، روم و اشمام اور تسہیل کی علامات مقرر کریں۔ نقطے چاہے اُوپر لگائیں یا نیچے۔ اجزا کی مقدار ۸ رکوع رکھیں یا ۱۶۔ احزاب کے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اجر و ثواب میں کوئی کمی بیشی نہیں۔ شرط یہ ہے کہ قرآن صحیح پڑھا جائے۔ جہاں امالہ آئے وہاں امالہ کیا جائے۔ تسہیل و اشمام کا لحاظ رکھا جائے۔ اظہار و اخفاء پیش نظر رہے۔ مگر رسم عثمانی کی مخالفت آپ کو بہت سی برکات سے محروم کر دے گی۔ کیونکہ جس رسم الخط کو شارع[3]

[1] المقنع للعلامہ دانی و مورد الظمآن ص ۹، ۷ [2] افسوس کہ پاکستانی مصاحف میں اشمام و تسہیل کے لئے کوئی علامت ضبط نہیں ہے۔ (باقی ص ۱۷ پر)

نقد و تحلیل
(۴ آخری)

پروفیسر مولانا محمد مبارک صاحب کراچی

میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے سفر حج میں پیش آمدہ واقعات کا جائزہ

۴ - مولانا خیر الدین

کمیٹی کے چوتھے رکن مولانا خیر الدین تھے، یہ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم کے والد بزرگوار تھے۔ مولانا خیر الدین صاحب کے تعلقات شریف مکہ ہی سے نہیں تھے بلکہ وہ سابقہ تین ارکان سے زیادہ اثر رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ موصوف اہل حدیث کے کٹر مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اہل حدیث کے ساتھ رواداری کے حق میں نہیں تھے۔

اس لئے مکہ مکرمہ میں شیخ الکل کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ مولانا ابو الکلام آزاد کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔

مکے میں مولانا نذیر حسین کی گرفتاری

زمانہ قیام مکہ میں ایک اور قابل ذکر واقعہ پیش آیا یعنی مولانا سید نذیر حسین مرحوم، ہندوستان میں درس حدیث کے آخری مرکز تھے۔[1] انہوں نے جب سفر حج کا ارادہ کیا تو ان کو خیال پیدا ہوا کہ مخالفین مکہ میں ایذا رسانی کی کوشش کریں گے، اس لئے کہ علمائے وہابیہ کے ساتھ وہاں پہلے جو سلوک ہو چکا تھا اس سے باخبر تھے۔ اور اب حجاز کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ بلا تقیہ کوئی وہابی محفوظ طور پر نہ رہ سکتا تھا۔ شیعہ و خوارج تو علانیہ جاتے اور حج کرتے کوئی روک نہ پیش آتی۔ مگر وہابیہ کے لئے یہ موقعہ نہ تھا۔

مولانا نذیر حسین نے چونکہ غدر میں مسز لیسن کی جان بچائی تھی اور اس لئے حکام سے ان کے تعلقات اچھے تھے انہوں نے ڈپٹی کمشنر دہلی کے ذریعہ سے فارن آفس میں سلسلہ جنبانی کی اور جدے میں برٹش قونصل کے نام ایک سفارشی چٹھی بھجوائی، جس میں لکھا تھا کہ ان کی حفاظت کی جائے۔ اور جو ضرورت انہیں پیش آئے، حتی الامکان اس میں پوری طرح مدد دی جائے۔ اس طرح یہ حجاز روانہ ہوگئے۔

ہندوستان میں چونکہ اس وقت تقلید و عدم تقلید کا فتنہ زور پر تھا اور مولانا نذیر حسین، غیر مقلدین کے سب سے بڑے شیخ سمجھے جاتے تھے، اس لئے فوراً مکے میں اطلاع دے دی گئی کہ وہابیہ کا سب سے بڑا سرغنہ آ رہا ہے اگر یہاں کوئی کارروائی نہ کی گئی تو اس بات کو وہابی، حجاز میں اپنی فتح سے تعبیر کریں گے۔ اور عوام کو اس سے بہت فتنہ ہوگا۔ ساتھ ہی مولانا نذیر حسین کی کتابوں اور فتاویٰ کے بعض مطالب کا عربی میں ترجمہ کرکے پیش کیا گیا۔ ان میں بعض چیزیں تو واقعی ان کی کتاب "معیار الحق" سے لی گئی تھیں۔ اور اکثر ایسے الزامات تھے جو ایسے موقعوں پر فریقین ایک دوسرے سے فریقانہ جذبات کے ماتحت منسوب کر دیتے ہیں۔

اس زمانے میں ہندوستان میں ایک فتویٰ "جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد" کے نام سے مرتب ہوا تھا۔ اس میں چند عقائد تو واقعی اس جماعت کے تھے اور براہ راست منسوبات کا تھا یا خود التزامی طور پر ان کے عقائد کا استخراج کیا گیا تھا، مثلاً لحم خنزیر کی حلت، بول طفل صغیر کی طہارت،

[1] ہندوستان ہی نہیں تقریباً تمام دنیائے اسلام کے شیخ حدیث تھے۔ دہلی میں اسی برس درس دیا۔

مادۂ انسانی کا پاک اور قابلِ اکل ہونا، خالہ سے مناکحت کا
جواز اور جوازِ کذبِ باری تعالیٰ وغیرہ وغیرہ۔

والد مرحوم نے مولانا نذیر حسین کے عقائد کی فہرست
زیادہ تر اسی جامع الشواہد سے اخذ کی تھی۔ البتہ معیار الحق
سے تقلیدِ شخصی کے عدمِ وجوب اور التزام و تعیینِ تقلیدِ شخصی
کے مفاسد اور امام صاحب کی تابعیت سے تاریخی طور پر
انکار، اور تحدید دہ دردہ کی عدمِ صحت، اور تحدیدِ ظلِ مثلین
کی عدمِ صحت اور بعض دیگر مسائلِ مختلف فیہ میں مذہب
محدثین کی ترجیح وغیرہ کو لے کر بہت رنگ آمیزی کے ساتھ
ترجمہ کیا گیا تھا اور یہ استدلال کیا گیا تھا کہ ان سے امام صاحب
کی تحقیر و توہین مقصود ہے۔

بہرحال نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا نذیر حسین اور مولانا تلطف حسین
عظیم آبادی مع ایک اور رفیق کے گرفتار کر لئے گئے اور ایک
نہایت ہی تنگ و تاریک محبس میں قید کر دیئے گئے۔ چند
دن بعد ان کو شریف نے بلایا اور جب انہوں نے اپنی
گرفتاری کی وجہ پوچھی تو کہا، تمہیں وہابی عقائد رکھنے کی
وجہ سے گرفتار کیا گیا ہے۔ مکہ معظمہ اسلام کا اصلی مرکز ہے
اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ فاسد عقائد رکھنے والوں
کا احتساب کریں تاکہ وہ مسلمانوں کو گمراہ نہ کر سکیں!

دوسرے دن شریف مکہ کے یہاں ایک مجلس منعقد
ہوئی اور اس میں والد صاحب سے کہا گیا کہ ان کے عقائد کی
فہرست پیش کریں۔ فہرست میں سب سے پہلا الزام، امام صاحب
کی توہین کا تھا اور باقی مذکورہ الزامات تھے۔ مولانا نذیر حسین
مرحوم کی طرف سے مولوی تلطف حسین تقریر کرتے تھے۔ سب
سے پہلے انہوں نے اس حالت پر افسوس کا اظہار کیا کہ ہم ایک
ایسے ملک میں رہتے ہیں، جہاں کفار کی سلطنت ہے لیکن
وہاں ہمارے عقائد کی وجہ سے ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچایا
جاتا۔ یہاں اسلامی حکومت ہے اور دار الامن ہے۔ اور
بلا کسی وجہ کے ہم کو گرفتار کر کے مبتلائے محن کیا جاتا ہے۔

پھر کہا کہ ہم پر جو یہ الزام ہے کہ ہم وہابی ہیں۔ ہم قرآن و
حدیث مانتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔

اس پر والد مرحوم نے کہا کہ اجماع و قیاس کو بھی مانتے
ہو؟ مولانا نذیر حسین نے کہا کہ ہاں ہم اجماع و قیاس کو اسی طرح
مانتے ہیں جس طرح ائمہ مجتہدین مانتے تھے۔ اس پر گفتگو
شروع ہوئی اور بہت قال و قیل ہوئی۔ اس کے بعد کہا گیا
کہ ائمہ اربعہ کی نسبت تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ انہوں نے کہا، ہم
انہیں اپنا سرتاج و پیشوا اور برسرِ حق سمجھتے ہیں۔ اور ان میں
امام ابوحنیفہ کو سب سے زیادہ قابلِ احترام سمجھتے ہیں۔ اس پر
معیار الحق پیش کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس طرح کے
مباحث، امام صاحب کی توہین ہے تو وہ تمام کتابیں بھی
توہین پر ہوں گی، جن میں مسائلِ مختلف فیہ پر بحث کی گئی
ہے اور خود سلف نے لکھی ہیں۔ پھر ایک ایک کر کے تمام
الزامات سنائے گئے۔ انہوں نے بڑے جوش سے ان سے
اپنی براءت ظاہر کی۔ اس پر ثبوت میں جامع الشواہد پیش
کی گئی۔ انہوں نے کہا، یہ مخالفین کی چیز ہے اور ہم اس کے
ذمہ دار نہیں۔ اس پر کسی پشاوری کا ایک رسالہ پیش کیا گیا۔
جو مولانا نذیر حسین کا شاگرد تھا، مگر انہوں نے اس سے
بھی اپنی بے تعلقی ظاہر کی۔

معلوم ہوتا ہے مولانا نذیر حسین مرحوم، مجمل و مختصر
بیان دے کر معاملے کو ختم کرنا چاہتے تھے کیونکہ سمجھتے تھے
تفصیلات میں پڑنا یا مباحثہ کرنا طاقت کے مقابلے میں
بے کار ہے۔ آخر میں انہوں نے اس بیان پر اکتفا کی کہ ہمارا
عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے۔ ائمہ اربعہ کو ہم مانتے
ہیں۔ چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کو اپنا
پیشوا جانتے ہیں۔ ان کے بغض کو خلافِ ایمان سمجھتے
ہیں۔ اور کتبِ فقہ پر عمل کرنا، جب تک قرآن و حدیث
کے خلاف نہ ہو۔ خود ہمارا شیوہ ہے۔

"**مکائدِ وھابیہ**" یہ بیان علمائے حجاز کے لئے

ایک حد تک تشفی بخش ہو جاتا، لیکن جیسا کہ والد مرحوم کہا کرتے تھے، وہ اِن باتوں کو وہابیوں کے "مکائد" تصور کرتے تھے کہتے تھے کہ میں نے یہ مکائد نہ چلنے دیئے اور کہا تفصیلاً بتاؤ کہ ائمہ اربعہ میں کس امام کی تقلید کرتے ہو؟ اور فلاں فلاں مسائل میں تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ اس پر اُنہوں نے تیسری مجلس میں ایک تحریر پیش کی۔ جس میں لکھا تھا کہ میں ائمۂ اربعہ کی تقلید کو فرائض و واجبات شرعیہ کی طرح فرض نہیں سمجھتا، لیکن عوام کے لئے اور اُن کے لئے جو فقہ و حدیث میں نظر نہیں رکھتے ہیں، جب تک کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی صریح بات پیش نہ آئے، کتبِ فقہ متداولہ پر عمل کرنے کو مستحسن سمجھتا ہوں۔ اس کے علاوہ فلاں فلاں عقائد اور الزامات جو میری طرف منسوب کیے گئے ہیں، میں اُن سے بَری ہوں اور حلفیہ کہتا ہوں کہ میرے عقائد وہ نہیں ہیں۔

اس اثنار میں اُن کی گرفتاری کی خبر، جدّے میں برٹش قونصل کو پہنچ گئی اور وہاں سے برابر زور دیا جا رہا تھا۔ بالآخر نو دن کے حبس کے بعد اُن سے اس آخری تحریر پر دستخط کرائے گئے اور اُنہیں رہا کر دیا گیا۔

میاں صاحب کی پوزیشن

یہ بات بالکل واضح ہے کہ مولانا نذیر حسین مرحوم نے اِس تحریر میں اُن اصولوں کے خلاف کوئی بات نہیں کہی ہے جو اہلِ حدیث کے اصول سمجھے جاتے ہیں، نہ تقلیدِ شخصی کے وجوب کو مانا ہے۔ نہ کتبِ حدیث پر کتبِ فقہ کی ترجیح کو۔ صرف برأت و اظہار ہے۔ تاہم یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اُن کے مخالفین نے مکّے سے اس بات کی خبریں بھیج دیں کہ اُنہوں نے وہابیت سے توبہ کر لی۔ لُطف کی بات یہ ہے کہ خود والد مرحُوم باوجُود اِن تمام تفصیلات کے بیان کرنے کے کہا کرتے تھے کہ مولینا نذیر حسین نے توبہ کر لی، اور زور دیتے تھے کہ اُنہوں نے تقلیدِ شخصی کو مستحسن تسلیم کر لیا! حالانکہ یہ جماعت بھی عوام کے لئے ہمیشہ تقلید کو ضروری بلکہ فرض ٹھہراتی ہے۔ بحث تو صرف التزام و تعیّن میں ہے نہ کہ نفسِ تقلید میں۔[1]

ایک اور پہلو بھی اس واقعہ میں قابلِ ذکر یہ ہے کہ جس طرح اس طرف سے غلط بیانی کی گئی۔ اُسی طرح مولینا نذیر حسین مرحُوم کے طرفداروں اور نادان معتقدوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ گرفتاری اُن کے لئے موجبِ توہین ہے، اس کے واقع ہونے ہی سے انکار کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ خبریں محض غلط ہیں۔ حالانکہ مولانا نذیر حسینؒ مرحوم کا گرفتار ہونا، ایک ایسے مرکز میں جیسا کہ مکّہ ہے، نہ صرف یہ کہ موجبِ توہین نہیں ہے بلکہ قدرتی ہے۔

ایک توبہ نامہ بھی مولانا نذیر حسین مرحوم کا بعض رسالوں میں میری نظر سے گزرا ہے، اور وہ مباحثۂ مرشد آباد میں پیش بھی کیا گیا تھا، لیکن اُس کے فرضی ہونے پر میں ایسی شہادتیں رکھتا ہوں، جن سے زیادہ قابلِ اعتبار شہادتیں اور نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ جو تحریر مولانا نذیر حسین نے دی تھی وہ بارہا والد مرحوم نے مجھے حرف بحرف سُنائی ہے، اور وہ وہی ہے جس کا ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں فتنے سے بچنے کے لئے ایجابی طور پر جس وضاحت سے اُنہیں اپنے عقائد بیان کرنا چاہئے تھا، اُس سے اُنہوں نے گریز کی۔ لیکن منفی طور پر اُنہوں نے اپنے اصلی عقائد سے ہرگز انکار نہیں کیا اور ان حالات کو دیکھتے ہوئے جو اُنہیں وہاں پیش آئے تھے۔ اُن کے اس تسامح کو کوئی بھی قابلِ الزام کمزوری نہیں قرار دے سکتا۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ حریف کے ساتھ بحث و جدال میں اُتر آتے تو نتیجہ نہایت ہولناک ہوتا۔"[2]

---

[1] مولانا آزاد کی خود اپنے والد کے مقابلے میں حق گوئی ملاحظہ ہو۔

[2] آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی۔ طبع انڈیا ص ۱۰۲ تا ۱۰۸

یہ وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے شیخ الکل نے ۱۸ اگست ۱۸۸۳ء کو کمشنر دہلی سے برطانوی سفیر مقیم جدہ کے لئے اپنے تحفظ کے واسطے خط لکھوایا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو معاندین شاید حبس دوام یا قتل کرانے میں کامیاب ہو جاتے۔

جس کا نتیجہ حجاز مقدس میں خونریزی کی شکل میں ظاہر ہوتا۔ کیونکہ مولوی تلطف حسین فرماتے ہیں۔

"کہ ہم لوگ جب اپنی قیام گاہ پر پہنچ گئے، تو شیوخ اہل مشرق (جن کا قافلہ شہر سے فاصلہ پر تھا۔ اور اس میں چھ سو مسلح سوار تھے) آئے۔ میری ان سے سرراہ ملاقات ہوئی۔ شیوخ موصوف پوچھنے لگے۔ ابن الشیخ، شیخ کہاں ہیں۔ میں نے کہا کہ مکان میں ہیں۔ ان شیوخ نے برہمی کے لہجہ میں کہا کہ ہم کو دکھا دو۔ ہم لوگ کچھ اور ہی بات سن کر آئے ہیں۔ میں نے ساتھ لے جا کر دکھا دیا۔ اور ملاقات کرا دی۔ شیوخ ممدوح نے کہا کہ ابھی ایک موحش خبر سن کر ہم لوگ تحقیق کے لئے آئے تھے۔ الحمد للہ کہ شیخ کو زندہ صحیح و سالم اپنی جگہ پر دیکھا ورنہ آج جو کچھ ہوتا ہو کر رہتا[1]"

مولانا ابوالکلام آزادؒ نے "جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد" پر بھی اپنے مخصوص انداز سے تبصرہ کیا ہے۔ اس لئے ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے۔

[1] الحیات بعد الممات طبع انڈیا، ص ۱۰۱-۱۰۲

قراءت کانفرنس فیصل آباد

جمعیۃ القراء اہل حدیث فیصل آباد ڈویژن کے زیر اہتمام ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء بروز جمعرات بعد از نماز عشاء ایک عظیم الشان قراءت کانفرنس بمقام جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد میں منعقد ہو رہی ہے جس میں تجوید و قراءت کی اہمیت پر تقاریر ہوں گی اور معروف قراء کرام تلاوت قرآن فرمائیں گے۔

(محمد فاروق محمود۔ ناظم نشر و اشاعت)

بقیہ:- درس حدیث

کو بدنام کر دیتا ہے۔"

جو شخص اپنی شہرت کے پیچھے پڑ جاتا ہے کہ میری مشہوری ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو رسوا اور بدنام کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ جو شخص رضائے الٰہی کو پس پشت ڈال کر دنیا کی خاطر اپنی مشہوری چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا اور ذلیل کرتا ہے۔

(۴۹) وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُضَعِّفِ اللّٰهُ لَهٗ

"اور جو بمقابلہ نقصان ثابت قدم رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا عطا فرماتا ہے"

جو شخص اپنے نقصان پر صبر کرتا ہے کسی قسم کا شور و غوغا نہیں کرتا۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کئی گنا نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اس سے ایک اور فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سکون جیسی نعمت سے نوازتا ہے اور یہ سب کچھ وہ رضائے الٰہی کی خاطر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

(۵۰) وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ يُعَذِّبْهُ

"اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔"

جو شخص یہ سمجھ لے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے چھوٹ جائے گا یہ اس کی خام خیالی ہے۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ معاف کر سکتا ہے۔ مگر وہ عذاب بھی کر سکتا ہے۔

اس کے بعد آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار استغفر اللہ، فرمایا اور خطبہ ختم کر دیا۔

آپ کا تین بار استغفر اللہ فرمانا اسی لئے ہے کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔

مفتی سیاح الدین کاکاخیل کا ماہنامہ "اذان" برمنگھم کو انٹرویو

اسلامی نظریاتی کونسل کی کہانی، ایک سابق رکن کی زبانی

محترم جناب مفتی سیاح الدین کاکاخیل صاحب سپارک بروک اسلامک سینٹر کی دعوت پر یو کے اسلامک مشن کی بیسویں سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لئے برطانیہ تشریف لائے۔ یہاں قیام کے دوران میں نے "اذان" کے لیے انٹرویو کی استدعا کی۔ پہلے تو وہ ٹال گئے۔ آخر میرے اصرار پر انہوں نے وعدہ فرمایا۔ ان کی مصروفیت کی بنا پر انٹرویو کئی نشستوں میں مکمل ہوا۔

سوال:۔ آپ تقریباً چھ سال سے اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر کے طور پر کام کر رہے ہیں اور پھر موجودہ حکومت کی طرف سے نفاذِ اسلام کا بڑا چرچا ہے کیا آپ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اب تک کونسل کے کام کی نوعیت اور کارکردگی کیا ہے؟

جواب:۔ موجودہ حکومت کے دور میں جب کونسل کی تشکیل ہوئی تو ہم نے سب سے پہلے اور سب سے اہم مسئلہ نظامِ تعلیم کے لئے ایک مفصل رپورٹ مرتب کر کے بھیجی۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ نظامِ تعلیم کے بہتر ہونے سے قومی اور دینی تشخص ابھرے گا۔ اور اصلاحِ معاشرہ کی بھی یہاں سے ابتدا ہوگی، دوسری چیز ہم نے یہ کی کہ ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے لئے سترہ رہنما اصول مرتب کئے۔ پھر صدر صاحب نے شرعی حدود کا مسودہ تیار کرنے کی فرمائش کی اور ان کے حکم پر ہم نے مرتب کر کے دیدیا۔ اس سلسلے میں ایک تکلیف دہ چیز یہ ہے کہ ہم ساری کارروائی اردو میں کرتے ہیں جبکہ سرکاری کارروائی انگریزی میں ہوتی ہے۔ اس طرح معلوم نہیں ہمارے اصل مسودے کا انگریزی میں ترجمہ ہونے کے بعد کیا حشر ہوتا ہے بہرحال فرق ضرور پڑتا ہے اور انگریزی میں منتقل کرنے والے اس مسودہ میں اپنے خیالات بڑی آسانی سے داخل کر سکتے ہیں۔ مثلاً چور کا ہاتھ کاٹنے کے لئے چند شرائط ہیں۔ چند گواہ ہوں، گواہ کی نوعیت کیسی ہو؟ مال کیسا ہو؟ اور کتنی مالیت کا ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان شرائط کے مطابق ثابت ہو جائے تو ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے اور اگر گواہی صحیح نہ ہو مگر جج یا قاضی کو یقین ہو جائے کہ چوری کی گئی ہے تو ہاتھ کاٹنے کے بجائے تعزیرات کے مطابق سزا دے سکتے ہیں۔ تعزیرات کے لئے ہم نے خود سزائیں تجویز کی تھیں کہ کیسی چوری ہو تو کتنی سزا ہو۔ ہم نے باقاعدہ تعزیرات کو ترتیب دیا تھا۔ جب یہ مسودہ بھیجا گیا تو صدر صاحب اور وزارتِ قانون نے تو کوئی ترمیم نہ کی۔ مگر وزارتِ داخلہ کے سیکرٹری صاحب نے کہا کہ پہلے قانون میں جب تعزیرات موجود ہیں تو پھر ان نئے تعزیرات کی کیا ضرورت ہے بس یہی کافی ہے کہ اس قانون میں لکھ دیا جائے کہ تعزیرات پاکستان کے مطابق سزا دی جائے۔ ہونا تو یہی چاہیئے تھا کہ حدود آرڈی ننس میں ہماری ارسال کردہ تعزیرات شامل کی جاتیں تاکہ ذہنا یہ احساس ہوتا کہ اسلام کا مکمل قانون ہے۔ اب اسی بات سے پولیس غلط فائدہ اٹھاتی ہے۔ آج کل سزاؤں کے سلسلے میں جو گڑبڑ ہے وہ پولیس والے کر رہے ہیں۔ اصل میں یہ کام تو جج صاحب کا ہے کہ مجرم کو کونسی سزا دی جائے مگر پولیس والے ملزم کو پکڑنے کے بعد اسے مختلف راہیں اور طریقے بتاتے ہیں۔ ہاتھ کاٹنے کی یا معمولی سزا کی۔ ہر چور یہ کہتا ہے کہ مجھے ہاتھ

کلٹھنے سے بچاؤ اور اپنے فائدے کے لئے لین دین کر لیتے
ہیں۔ پھر وہ مقدمہ ہی ایسا تیار کرتے ہیں جس سے معمولی سزا
ہو۔ اصل خرابی یہ ہے کہ ہمارے حدود مسودے کا یہ حشر ہوا
کہ ہماری ساری کاروائی چھپ رہی ہے مگر کابینہ کی
منظوری کے بغیر ہم اُسے شائع نہیں کر سکتے۔ بہرحال کبھی تو
اصل واقعات قوم کے سامنے ضرور آئیں گے۔

سوال :۔ بلاسود آرڈی ننس موجودہ حکومت نے نافذ کیا
لیکن ابھی تک ملک میں سُودی نظام قائم ہے بلکہ فروغ پا رہا
ہے۔ کیا یہ وہی قانون ہے جو کونسل نے مسودہ تیار کر کے دیا تھا؟

جواب :۔ صدر صاحب نے کونسل کے افتتاحی اجلاس
میں کہا تھا کہ میرے نزدیک جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح
اس میں کوئی شک نہیں کہ سود قطعی حرام ہے۔ میں چاہتا
ہوں کہ آپ ایسا طریقہ وضع کریں کہ بینکاری نظام بھی رہے
مگر سُود بالکل ختم ہو جائے۔ انہوں نے بڑے صاف اور
واضح انداز میں یہ بات کہی تھی۔ اس کے لئے ہم نے ابتدائی
طور پر ماہرین معاشیات، تمام بینکوں کے سربراہ، احسان رشید
صاحب کراچی یونیورسٹی اور ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سب
کا ایک پینل بنایا۔ انہوں نے بڑی تگ و دو سے ایک
رپورٹ مرتب کی جس میں بڑی مفید تجاویز تھیں۔ اس کے
بعد ان کی رپورٹ پر کونسل نے نظر ثانی شروع کی۔ ہم نے
وہ نکات ختم کر دیئے۔ جن کی بنا پر سود کسی نہ کسی طرح
شامل ہو سکتا تھا۔ ہم نے اس رپورٹ میں لکھا کہ جو طریقہ
کار وضع کیا گیا ہے اُسے ہم عبوری دور کے لئے گوارا کرتے
ہیں۔ جب شراکت اور مضاربت کا نظام کامیاب ہو جائے
تو اسے ختم کر دیا جائے۔ یہ رپورٹ تقریباً ۳۰۰ صفحات
پر مشتمل تھی جو کہ حکومت کو پیش کی گئی۔ مگر وزیر خزانہ
غلام اسحاق خاں صاحب نے کہا ٹھیک ہے آپ فی الحال
اسے رہنے دیں۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم سے غلطی ہو سکتی ہے
اس لئے اسے شائع کرا دیا جائے تاکہ علماء کی رائے بھی
آ جائے مگر وہ نہ مانے۔ اب غلام اسحاق خاں صاحب
جو بلا سُود کے نام سے بینک چلا رہے ہیں وہ بھی سراسر سود
ہے۔ ہم نے بار بار انہیں لکھا اور کہا مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

(باقی)

بقیہ :- اداریہ

ہے۔ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ (القصص۔ ۵۹) (اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں
کرتے مگر جب ان کے ساکن ظالم ہوں)

اے ساکنان خطۂ پاک غور فرمائیے کہیں ہمارا حال
اُن بنی اسرائیلیوں جیسا تو نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ
مصر سے اس مقصد کے پیش نظر نکلے کہ ہم آزاد ملک میں اپنے
خدا کی عبادت کر سکیں گے اور وحی الٰہی کے تحت زندگی
گزاریں گے مگر جب فرعون سے نجات ملی تو وہ گوسالہ پرستی
میں محو ہو گئے اور خورد و نوش اور لہو و لعب میں زندگی بسر کرنے
لگے۔ اس پر وہ عذاب الٰہی کے بار بار مستحق ٹھہرے۔ کہیں
ہم بھی ایسی ہی بد عہدی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ —
کیا یہ دن رات کے رقص و سرود کے مشغلے، یہ تفریح کے
نام پر فلم اور ٹیلی ویژن کی رنگینیاں اور یہ عیش و طرب کے ہنگامے
خدا فراموشی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے
واضح سرتابی کا مظاہرہ نہیں؟ کہیں ہم بھی اسی عذاب کو تو
دعوت نہیں دے رہے جو ظلم و عدوان کی مرتکب قوموں کا
مقدر رہے۔؟

اسی حقیقت کو علامہ اقبال مرحوم نے ان الفاظ میں
ادا کیا تھا ؎

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

فاعتبروا یا اولی الابصار

تحریر: شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد صاحب

الجامعۃ الاسلامیہ اہل حدیث گوجرانوالہ ○ ایک تعارف

یہ پاکستان کی قدیم دانش گاہ ہے۔ جو انجمن خدام اہلحدیث رجسٹرڈ کے تحت چل رہی ہے۔ اس کے بانی گرامی قدر الحاج محمد ابراہیم انصاری ہیں۔ وہ اور ان کے رفقاء تقریباً ۲۴ سال سے اس کی مالی اور فنی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ اس کے علمی سرپرست استاذ الاساتذہ حضرت العلامہ الحافظ الحاج حافظ محمد گوندلوی صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ جامعہ کے ابتدائی پانچ سال تک۔ یہاں صرف منتہی طلباء جو کہ دیگر مدارس عربیہ کے فارغ ہیں، کی تعلیم کا انتظام تھا۔ حضرت العلامہ موصوف خاص مضامین کی چند کتابیں پڑھاتے تھے۔ راقم الحروف (ابوالبرکات احمد) ان کا معاون تھا۔ باقی چند کتابیں منتہی طلباء کو پڑھاتا تھا۔ نیز فاضل عربی کی تیاری وغیرہ کراتا تھا۔ پانچ سال کے بعد جامعہ اسلامیہ نے ایک نئی منزل میں قدم رکھا۔ یعنی نیا نصاب بنا کر آٹھ سالہ کورس کی تعلیم دینا شروع کی۔ نئے نصاب سے یہ مقصد ہے کہ درس نظامی کی بعض کتابوں کو نصاب سے خارج کر کے ان کی جگہ مفید معلومات اور حالات حاضرہ کے مطابق کتابیں شامل کیں اور اساتذہ میں بھی مناسب اضافہ کیا گیا۔ اس طرح جامعہ ترقی کے مدارج طے کرتا رہا۔ اس وقت جامعہ اسلامیہ ۲۴ سال کی عمر پوری کر رہا ہے۔ اس مدت میں جامعہ سے سینکڑوں خطباء، واعظین، مدرسین اور مبلغین تیار ہوئے اور وہ پاکستان ہی میں نہیں بلکہ بنگلہ دیش، انگلستان، سعودی عرب وغیرہ میں اسلام کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ اس سال جامعہ میں تقریباً ایک صد اسی طلباء زیر تعلیم ہیں۔ جن میں سے ایک خاصی تعداد اپنے آٹھ سالہ کورس میں علوم اسلامی اور فنون عربی، تفاسیر، اصول التفاسیر، احادیث، اصول احادیث، فقہ، اصول فقہ، علم وراثت، منطق و فلسفہ، طبعیات و کلام اور اسرار الشریعۃ کی تعلیم کے مراحل میں ہے۔ اس کورس میں ادب عربی، تاریخ ادب اور تاریخ و سیر کی کتابیں بھی شامل ہیں۔ ذہین طلباء جامعہ کی نصابی تعلیم کے بعد فاضل عربی۔ او۔ ٹی اور ایم اے عربی تک ڈگریاں حاصل کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں۔ جامعہ کا نصب العین خالصۃً باعمل علماء تیار کر کے قرآن و احادیث کی وسیع پیمانے پر اشاعت کے ذریعہ دین کی خدمت ہے۔ جامعہ کا نظریہ یہ ہے کہ طلباء و علماء کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن و احادیث میں گہری دسترس حاصل کریں۔ اور تمام ائمہ اسلام کی کتابوں کا وسیع مطالعہ فرما کر سب کی آراء معلوم کرنے کی کوشش فرمائیں۔ یہ درست نہیں کہ قرآن و سنت کی چار دیواری یا حدود جو کہ وسیع ہال کی حیثیت رکھتی ہے کو چھوٹے چھوٹے کمروں میں تبدیل کر کے اس محدود کمرے میں بیٹھ کر دوسروں پر حملہ کریں۔ اور تعصب و تنگ نظری کا مظاہرہ کریں بلکہ اقرب الی الصواب یہ ہے کہ قرآن و احادیث کے وسیع ہال میں قائم رہ کر تمام ائمہ کے افکار کا مطالعہ فرمائیں خذ ما صفا ودع ما کدر کے اصول کے ماتحت ما صفا کو اپنائیں۔ اور دع ما کدر کے اصل کے ماتحت جو قرآن و احادیث سے ذرا دور ہے اسے چھوڑ دیں۔ یہی سبیل المؤمنین (صحابہ کرام کا طریقہ) تھا جو کہ قرآن نے اس کے اتباع کا حکم دیا ہے۔

اسی وجہ سے جامعہ میں جو دارالمطالعہ موجود ہے اس میں صرف ایک مسلک کی کتابیں نہیں بلکہ تفاسیر، کتب احادیث اور ان کے شروح کے علاوہ حنفی، شافعی۔ مالکی اور حنابلہ کے مذاہب کی ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ جن کے مطالعے کے بعد قرآن و احادیث کی روشنی میں علماء اور ذہین طلباء اقرب الی الصواب تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں

جامعہ اسلامیہ میں دارالافتاء بھی ہے

ملک کے اطراف وجوانب سے جامعہ اسلامیہ کی طرف سوالات آتے رہتے ہیں۔ فتاوی کا پروف ریڈر راقم الحروف (ابوالبرکات احمد) ہے۔ پھر اگر مسائل زیادہ اہمیت کے حامل ہوں تو تائید وتصدیق کے لئے حضرت استاذ العلماء مولانا محمد گوندلوی مدظلہ العالی کے پاس بھیج دیتے ہیں اور ان کے دستخط کے ساتھ فتاوے شائع کئے جاتے دراصل وہی دارالافتاء کے نگرانِ اعلیٰ ہیں۔

جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ کرام

راقم الحروف کے علاوہ جامعہ کے قابل ترین اور تجربہ کار، اساتذہ کرام جو سالوں کے تدریسی تجربہ کے حاملین ہیں۔ حضرت مولانا محمد اعظم صاحب۔ جناب مولانا الحافظ الیاس صاحب۔ جناب الحافظ القاری یحییٰ صاحب ہیں۔ ان میں اوّل الذکر مولانا اعظم صاحب تحریری وتدریسی قابلیت کے علاوہ اچھے خطیب بھی ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا الحافظ امین صاحب اور جناب مولانا رحمت اللہ صاحب بھی جامعہ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ قاری عبدالقیوم صاحب تعلیمِ قرآن کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور جناب قاری سیف اللہ صاحب جامعہ اسلامیہ کی جامع مسجد کے خطیب ہیں وہ جامعہ اسلامیہ ہی کے فارغ ہیں وہ بھی جامعہ کے نقطۂ نظر اور نصب العین کے مطابق دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ کی منتظمہ کمیٹی انجمن خدام اہلحدیث رجسٹرڈ کے عہدیدار و ارکان حسب ذیل ہیں۔

(۱) جناب گرامی قدر الحاج محمد ابراہیم صاحب انصاری صدر و سرپرست (۲) جناب گرامی قدر حامد حسن صاحب سیکرٹری جنرل (۳) جناب گرامی قدر الحاج فضل قادر صاحب خزانچی (۴) ابوالبرکات احمد منتظم جامعہ۔ (ارکان کے نام) الحاج محمد ایوب صاحب، الحاج مولانا داؤد صاحب رحمانی، الحاج عبدالرحمٰن صاحب انصاری، الحاج مولوی محمد حسین صاحب۔

بقیہ: رسم وضبط قرآن

نے اختیار کیا ہو۔ صحابہ کرام کا تین بار اجماع ثابت ہوا ہو۔ پوری امت کے علماء اس سے عدول کا تصور نہ کرتے ہوں۔ اس کی مخالفت دیدہ دانستہ یا غلطی کے ساتھ کرنی کیونکر جائز ہوگی؟

علامہ دانی نے المقنع میں اس کا حکم ذکر کرتے ہوئے کہا کہ علماء وقراء پر واجب ہے کہ اسی رسم کا علم حاصل کریں۔ اور مخالفت نہ کریں اس لئے کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت سے لکھوایا۔ اور کسی کے لئے گنجائش نہیں کہ اس کتابت کے خلاف لکھے۔ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ رسم عثمانی کی مخالفت حرام اور ناجائز ہے کیونکہ اس پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ثابت ہو چکا ہے جس کی مخالفت مومن کی شان نہیں ہے (خیال تھا کہ اس رسم کے چند نمونے بھی درج کئے جاتے اور اس کی حکمتوں سے بھی چند عجیب وغریب حکمتیں بیان کی جائیں۔ پھر اس کے اصول وفروش کا ذکر کیا جاتا۔ مگر طوالت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس موضوع کو آئندہ کسی محفل کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔ اللہ نے توفیق دی تو انشاء اللہ بالتفصیل بات ہوگی۔ اب ہم بات کو سمیٹتے ہوئے وہاں آتے ہیں جہاں سے شروع کی تھی کہ ہمارے ہاں طبع ہونے والے مصاحف میں بہت سی رسم وضبط کی غلطیاں ہیں (باقی)

درخواست دعائے صحت

حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی صحت بحمداللہ پہلے سے کافی بہتر ہے مگر تاحال نقاہت باقی ہے احباب ان کی صحت [illegible] اپنی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں (ادارہ)

ایک نوجوان کے مخلصانہ جذبات
جناب عبدالقدوس ساجد التوحیدی السلفی
متعلم انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

جماعت اہلحدیث کے لئے لمحۂ فکریہ

مسلک اہل حدیث کی صداقت مسلّم ہے۔ تاہم جس قدر اس مسلک کی صداقت مسلّم ہے اُسی قدر آج اس کی بے عملی قابلِ افسوس ہے۔ اس لئے کہ اب راہنماؤں میں وہ بلندیٔ نگاہ، خُوئے دلنوازی اور پُرسوزیٔ جان نہیں ہے۔ جمہوری سیاست نے ہمارے ہاتھوں سے وہ تلواریں چھین لی ہیں جو کبھی بالاکوٹ کی سنگلاخ وادی میں اقامتِ دین کے لئے بے نیام ہوئی تھیں۔ وہ روحانی اقدار پامال ہو چکی ہیں جن کی بدولت اہل حدیث کو پہچانا جاتا تھا۔ کسی کی نگاہ پڑتی تو اسی کو حدیث لَا تَزَالُ کا مصداق ٹھہرا کر طائفۂ منصورہ قرار دے دیتا تھا اور کسی نے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ کا صحیح نمونہ گردانا۔ وہ لوگ جو دنیا کی امامت کرنے کے لئے نکالے گئے تھے آج مقتدی بننے کے اہل بھی نہیں۔ وہ کہ جو فرقہ وارانہ اور تقلیدی تعصبات کے خلاف ایک تحریک بن کر اُبھرے تھے آج خود کئی گروہوں اور دھڑوں میں منقسم ہو کر دنیا کو چہرہ دکھانے کے قابل بھی نہیں۔ اس تحریک کا مزاج خالصتاً روحانی اور انقلابی تھا جس کو ہمارے پیرانِ طریقت اور اسیرانِ سیاست سمجھ نہ سکے۔ اسلاف کا نام لیتے ہوئے تو تھکتے نہیں لیکن اپنی زندگیاں سلفیت کے رنگ میں نہ رنگ سکے۔

اغیار تو خیر اس بات سے خائف ہی ہیں کہ اسماعیل شہیدؒ کے فرزند کہیں متحد نہ ہو جائیں۔ امام ابن تیمیہؒ کی تلوار ان کے ہاتھ میں نہ آجائے ورنہ ہمارا تو سارا خانقاہی سسٹم تباہ ہو جائے گا اور تقلید و استبدادِ فکری کی زنجیریں کاٹ ڈالی جائیں گی لیکن اپنوں کو کیا ہوا ہے؟ آج ہمیں یہ منحوس دن بھی دیکھنے پڑ رہے ہیں کہ دو اہل حدیث گروہ تو آپس میں اتحاد نہ کر سکے البتہ غیر اہل حدیث تنظیموں سے بخوشی وابستہ ہونے کو تیار ہیں بلکہ ہو چکے ہیں۔ اصلی جمعیت اہل حدیث اور نقلی جمعیت اہل حدیث کو کون سمجھے۔ مرکزی اور غیر مرکزی کا فرق کون معلوم کرے۔ ہمیں تو خطرہ ہے کہ اہل حدیث اور غیر اہل حدیث کا فرق مٹ چلا ہے۔ اور اہل حدیث اور اہل حدیث کا فرق اُجاگر ہوا چاہتا ہے۔ اکابرین کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اہل حدیث عوام الناس صرف اُن کی تقاریر سُننے کے لئے ان کے جلسوں میں آجاتے ہیں۔ ورنہ ان کے سینے چاک کر کے دیکھئے تو ہر دل میں ایک درد ہو گا۔ ان کی دھڑکنیں اب بہت تیز ہیں اور اپنے اکابرین کو دیکھ کر شاید راتوں کو خون کے آنسو بھی روتے ہوں لیکن یہ اصلی اور نقلی کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اور نام نہاد اتحادوں میں شامل ہو کر اپنی پوزیشن کا غلط اندازہ کر رہے ہیں۔

پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ آج کے نوجوانوں کو بھی ان دھڑے بندیوں میں گھسیٹ لایا گیا ہے "خود تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے" والا حساب ہے۔ اپنے اکابرین کی وجہ سے نوجوان بھی بھٹکے ہوئے ہیں۔ جب راہنمائی کا اس قدر فقدان ہو تو کس نوجوان کا دل چاہے گا کہ ہم تحریک کے لئے اپنا خون پسینہ صرف کریں۔ ہر ایک کو یہ خطرہ لاحق ہو جاتا

ہے کہ کہیں مجھے دھڑے بندی کی سیاست میں غیر محسوس طریقے سے استعمال تو نہیں کیا جا رہا۔ اور یاد رکھئے قیامت کے دن ان نوجوانوں کے ہاتھ ہوں گے۔ اکابرین کے گریبان ہوں گے۔ اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیوں ہمارا خون ضائع کیا گیا۔ ہماری صلاحیتوں کو تم نے کہاں صرف کیا۔ یہ پیرانِ طریقت اور اسیرانِ سیاست اس وقت بھی اصلی اور نقلی کے جھگڑوں میں پڑے ہوں گے۔ وہاں نہ کوئی مرکزی ہوگا نہ غیر مرکزی۔ نہ معلوم ان لوگوں نے خدائے ذوالجلال کے سامنے جواب دینے کے لئے مناظرہ تو تیار کر ہی رکھا ہوگا۔ لیکن وہاں تو دم مارنے کی بھی جرأت کسی کو نہ ہوگی۔

اسلام جتنا جماعتی مزاج رکھتا ہے اتنا ہی ہم غیر منظم اور غیر جماعتی زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔ اسلام میں سمع و طاعت کا جتنا حکم ہے ہم اتنا ہی اس حقیقت سے دُور ہو گئے ہیں۔ اور پھر بھی ہماری زبانیں قرآن و حدیث کا راگ الاپنے سے نہیں تھکتیں اور ہمارے قلم اسلاف کے کارنامے لکھنے سے خشک نہیں ہوتے۔ آج شہدائے بالاکوٹ کا نام لینے والے پیرانِ طریقت بے تیغ پھرتے ہیں۔ اور جمہوری جھگڑوں میں پھنسے ہوتے اسیرانِ سیاست مدینے کی طرف دیکھنے کی بجائے مغرب کی طرف سے درآمدہ جمہوری طرزِ سیاست کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ کیا آج ہمارے پاس بہترین سیاسی ذہن موجود نہیں۔ کیا آج ہمارے پاس سرمائے کی کمی ہے؟ کیا ہم قرآن و حدیث کے صحیح وارث نہیں۔ کیا ہمیں فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ کی صدا سنائی نہیں دیتی، یا صرف یہ الفاظ ہم غیر اہلحدیثوں پر ہی چسپاں کرتے رہتے ہیں۔ کیا آج ہم اتنے کمزور ہیں کہ ہمارے علماء کی جانیں بڑی سستی ہو گئی ہیں کہ دشمن نہایت سکون سے ایک محقق اور صاحبِ قلم شخص کو ذبح کر کے بچ نکلتا ہے۔ اور جماعت خاموش تماشائی ہے۔ کیا یہ حدیثیں صرف سنانے کے لئے رہ گئی ہیں کہ مسلم، مسلم کے لئے ایک عمارت کی مانند ہے۔ اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارا بدن تکلیف محسوس کرتا ہے۔ کیا ہمارے پاس بہترین شیوخ الحدیث اور محدثین کرام نہیں۔ کیا صاحبِ قلم لوگ ہماری جماعت سے ختم ہو چکے ہیں۔ کیا قرآن و حدیث ہمیں متحد ہونے کے لئے کوئی راہنمائی فراہم نہیں کرتے تو پھر ہم اپنی صلاحیتوں کو کیوں جمع نہیں کرتے۔ ہم ایک امیر کے تحت کیوں زندگی نہیں گزارتے۔ وہ علماء کیوں خاموش ہیں جو ان تمام کوتاہیوں کو دیکھ کر حجرہ نشین ہیں۔ اور جماعت اہل حدیث کی اصلاح و تنظیم کی بات نہیں کرتے۔

پاکستان میں کتنی بستیاں ہوں گی جنہوں نے قرآن و سنّت سے وابستگی اختیار کی اور کتنے نوجوان ہوں گے جنہوں نے مسلکِ حقّہ قبول کیا ہوگا لیکن انہیں جماعتی زندگی سے محرومی کا سامنا ہوگا۔ کتنے خون ہوں گے جو جسموں میں گردش کرتے کرتے جم جاتے ہوں گے کہ انہیں کوئی شاہ اسماعیل شہیدؒ دکھائی دے۔ کہیں سے مولانا ثناء اللہ امرتسری آواز دے۔ کہیں سے داؤد الغزنوی رحمہ اللہ نمودار ہوں۔ کہیں سے امام السلفی محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نظر آ جائیں۔ ہم سب اُن کے دامن سے وابستہ ہو کر يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ کے زمرے میں شامل ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابرین کو سمجھ عطا کرے ع

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

جمعیّت شبّان اہل حدیث راہوالی (گوجرانوالہ)

۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء کو جامع مسجد اہل حدیث جی ٹی روڈ راہوالی میں جمعیت شبان اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا۔ اور عہدیداروں کا انتخاب ہوا۔ صدر۔ محمد مصطفےٰ ابٹ۔ ناظم: حافظ عتیق الرحمٰن۔ خزانچی: ماسٹر عبدالوحید۔

(عتیق الرحمٰن ناظم جمعیت ہذا)

اطلاعات و اعلانات

داخلہ امتحان وفاق المدارس

وفاق المدارس السلفیہ (اہل حدیث)

پاکستان کا داخلہ بابت امتحان ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء شروع ہے اور ۱۵ شعبان المعظم تک جاری رہے گا۔

منتظمین حضرات اپنے طلبہ کی تعداد کے مطابق فارم داخلہ فوری طور پر دفتر سے طلب فرمائیں۔ اور پُر کر کے مقررہ تاریخ تک دفتر میں جمع کروا دیں۔

یاد رہے کہ اس سال امتحان ماہ شوال المکرم/جولائی میں منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ (محمد حسن سعید ناظم وفاق المدارس سلفیہ (اہل حدیث) پاکستان ۱۰۶۔ راوی روڈ۔ لاہور ۸)

قرارداد تعزیت

جامع مسجد اہلحدیث محلہ کھٹیکاں سیالکوٹ کی انتظامیہ کے امیر شیخ محمد ابراہیم صندل کے اچانک انتقال پر ہم مرحوم کے برادر حقیقی الحاج محمد صدیق صندل صاحب اور دیگر لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا گو ہیں

(اراکین جمعیت القراء سیالکوٹ)

جمعیت اہلحدیث لاہور شہر کا تبلیغی پروگرام

۲۱ اپریل	کوٹلی پیر عبدالرحمٰن	مولانا عبدالمجید صاحب	
۲۶ "	ہیر	مولانا محمد اسحاق علوی صاحب	
۲۸ "	کرول نو	مولانا محمد اسلم گھلوی صاحب	
۳۰ "	منہالہ	مولانا محمد رمضان صاحب	

(شعبہ نشر و اشاعت)

تبلیغی اجتماع

۳۰ اپریل بروز سوموار بعد نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث ڈھنگ شاہ ضلع قصور میں عظیم الشان تبلیغی و اصلاحی جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مولانا محمد حسین شیخوپوری اور دیگر علماء خطاب فرمائیں گے۔ (حافظ محمد اسحاق طالب ڈھنگ شاہ براستہ عثمانوالہ ضلع قصور)

ریوالور لائسنس کی گم شدگی

۷-۸ اپریل کو پاکستان اہل حدیث کانفرنس ماموں کانجن کے موقع پر میرے ریوالور کا لائسنس (کاپی ۳۳۲۱) بمع فوٹو گم ہوگیا ہے جس صاحب کو ملے براہ مہربانی ذیل کے پتہ پر اطلاع فرما کر ممنون فرمائیں۔ براہ راست پہنچانے والے کو کرایہ وغیرہ پیش کیا جائے گا۔ (حافظ قاری ابوالحسن سیف اللہ ناظم و مہتمم جامعہ تعلیم القرآن والحدیث جگانوالہ ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ)

مولانا عبدالرحمٰن عاجز کے برادر خورد کی رحلت

میرے سب سے چھوٹے بھائی فضل کریم صاحب کئی سال ضیق النفس میں مبتلا رہ کر ۲۶ مارچ ۱۹۸۴ء کو وفات پا گئے۔ موصوف نہایت صابر و شاکر تھے۔ وبائے بے پردگی اور کثرت فواحش سے سخت رنجیدہ رہتے تھے اور نفاذ اسلام کے لئے خود بھی اور احباب سے بھی دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ آخری نماز کرب ناک حالت میں بستر علالت پر ادا کر کے دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اللہ تعالےٰ ان کی خطائیں معاف فرمائے۔

(راضی برضائے الٰہی عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی فیصل آباد)

الاعتصام ہم مولانا موصوف کے بھائی کی وفات پر ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور خود بھی اور قارئین کرام سے بھی اللہ تعالےٰ کے ہاں دعا کرنے کی درخواست کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کی لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے جنت الفردوس کے انعام سے نوازے۔ (ادارہ)

خط لکھتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

شاہ شہید بالاکوٹ کانفرنس کراچی

یہ کانفرنس جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشنِ اقبال کراچی میں تین دن (۲۳-۲۴-۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء) منعقد ہوئی۔ جس سے ملک کے نامور علماء و زعماء نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنی تقاریر میں تحریکِ جہاد بالاکوٹ کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی اور شہدائے بالاکوٹ کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ معرکۂ حق و باطل میں ایک گروہ حقانی ہمیشہ سے قائم و دائم رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جس نے ہر دور میں اٹھنے والی باطل تحریکوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کے رفقاء مجاہدین کا شمار اس گروہ حقانی میں سرِ فہرست ہے۔ ان کی عظیم الشان تحریکِ جہاد نے انسانوں پر انسانوں کی حکمرانی کے بجائے اللہ کی حکمرانی قائم کرنے کے لیے مسلمانوں میں انتہائی ناساعد حالات میں جذبۂ جہاد کو بیدار کیا۔ اور انگریزوں اور سکھوں کے خلاف مسلمانوں کو جہاد کے لیے تیار کیا جس کے نتیجے میں اسلام کا پرچم سربلند ہوا اور کتاب و سنت کی حقیقی حکمرانی کا نظام قائم ہوا۔ یہ تحریکِ جہاد حضورؐ کے لائے ہوئے انقلاب اور طرزِ صحابہؓ سے قریب ترتھی۔ اور ہر لحاظ سے انقلابِ محمدیؐ کے مطابق اور خالص روحانی اور اخلاقی تحریک تھی جس نے مسلمانوں میں عظیم روحانی قوت بیدار کی۔ (حشمت اللہ پریس سیکرٹری)

خوش خبری

اپنی جماعت کے پرانے خدمت گذار ادمنی پرنٹرز نے نئے ساز و سامان، نئی مشینری کے ساتھ اپنی نئی بلڈنگ میں باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔

جہاں ہر قسم کی

- آفسٹ رنگین چھپائی
- کتب، اشتہار، پوسٹر، کیلنڈر

وغیرہ کی چھپائی کے لئے

تشریف لائیں

چوہدری عبد الباقی نسیم • مینجنگ پارٹنر ادمنی پرنٹرز

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور ۲

فون نمبر ——— ۳۲۲۹۹۲

پوشیدہ کمزوری کے لیے آبِ حیات انمول تحفہ

اب چوتھا سال جا رہا ہے فائدہ نہ ہونے پر قیمت واپس۔ ہزاروں آدمی دوائی منگوا چکے ہیں سوائے شوگر والے مریض کے اللہ تعالےٰ نے سب کو شفا عطا فرمائی ہے۔ دوائی منگوانے والے دوست اپنی عمر اور پوری حقیقت لازمی تحریر فرمائیں۔

- ۳۰ سال کی عمر تک — دو کورس ۱۳۰/-
- ۴۰ 〃 〃 — تین کورس ۱۸۰/-
- ۵۰ 〃 〃 — چار کورس ۲۲۵/-
- ۵۵ 〃 〃 — پانچ کورس ۲۷۰/-
- ۶۰ 〃 〃 — چھ یا چھ سے زیادہ کورس استعمال کرنے ہونگے

اکٹھے زیادہ کورس منگوانے پر ۵۲/- روپے فی کورس

شیشی تیل برائے مالش ۳۰/- روپے

منی آرڈر پہلے ارسال کر کے منگوانے پر ڈاک خرچ ۱۰/ معاف

- دوائی ارسال کرتے وقت مکمل رازداری سے کام لیا جائے گا۔
- ترکیب استعمال دوائی، پرہیز، غذا و ہدایات کا پرچہ ہمراہ ہوگا۔

شیخ محمد اکرم سوداگر چرم محلہ دین گڑھ قصور

مطبوعات مسلمان کمپنی سوہدرہ

وطنی کارخانہ

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
خطبات سلیمانی مجلد	۳۰/-	حدیث کی دوسری کتاب	۴/۵۰
رہبر کامل	۱۳/۵۰	حدیث کی تیسری کتاب	۶/۵۰
سیرتِ عائشہ صدیقہؓ	۱۰/۵۰	مسئلہ تقلید بطرز مکالمہ	۲/۵۰
سیرتِ فاطمۃ الزہراؓ	۹/-	حنفی اور اہلحدیث	۱/۵۰
اُسوۂ حسنہ	۴/۵۰	انتخاب صحیحین	۱۶/-
آئینۂ تصوف	۳/۳۰	نبیٔ رحمتؐ	۳/-
امام ابوحنیفہؒ	۳/۳۰	اسراری نسخے	۷/۵۰
تحریک وہابیت	۳/۳۰	مجربات جلیل	۱/۵۰
دولت مسند صحابہؓ	۶/-	فوائد لونگ	۱/-
حدیث کی پہلی کتاب	۵/۵۰		

نوٹ: ڈاک خرچ حسب قواعد بذمہ خریدار ہوتا ہے۔

ملنے کا پتہ: **مسلم پبلیکیشنز** ۵- تذانی مارکیٹ، اردو بازار، لاہور ۲

نام بھی اچھا — کام بھی اچھا
صوفی سوپ ہے سب سے اچھا

صوفی سوپ

گذشتہ اٹھائیس ۲۸ سال سے آزمایا ہوا!

صوفی سوپ ہر قسم کے کپڑوں کی دھلائی کے لئے تمام صابنوں اور پوڈروں سے بہتر ہے۔

تار: صوفی سوپ — فون: ۶۴۵۲۲، ۵۴۵۲۳

صوفی سوپ فیکٹری رجسٹرڈ — ۳۹ فلیمنگ روڈ لاہور

روحِ فکر
انسان وقت کے دھارے پر بہتا جاتا ہے
اور حالات کے ہاتھوں بے بس ہے
مگر کوئی دھن کا پکا اپنی سمت خود مقرر کرتا ہے،
ہمت نہیں ہارتا اور ہاتھ پیر مارے جاتا ہے
اور پھر منزل اس کے قدم چوم لیتی ہے
باشعور انسان اپنی زندگی خود بناتے ہیں اور جب
ایک ہی وقت میں ایک ہی لگن کے ساتھ ایسے انسانوں کی
بڑی تعداد ایک سمت آگے بڑھتی ہے
تو قوم کی تاریخ بدل جاتی ہے ۲۷ رمضان المبارک کو
پاکستان کا قیام اس حقیقت کا شاہد ہے
تاریخ قوموں کے عروج و زوال کی داستان ہے
ہر عروج کا پس منظر ایک ہی ہے
عمل اور مسلسل عمل، جدوجہد اور پیہم جدوجہد
اور ہر زوال عزم اور عمل کے فقدان کا نوحہ ہے
اپنے عزم و عمل سے تاریخ کا رخ بدل دیجیے
روحِ تاریخ کو سمجھیے
Rooh Afza
روح افزا
ہمدرد
ہم خدمت خلق کرتے ہیں
Adarts
HRA - 1/84

اعلیٰ کوالٹی - پائیداری میں بے مثال
زینت اور زیبائش میں لاجواب
اعلیٰ معیار کی ضمانت

سٹینزن
اور موٹر

تیار کردہ سٹینزن الیکٹرک انڈسٹریز لمیٹڈ